رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اِن تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

چھپا وقت ہمیں روز قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان - ۲۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۲

الحکم کا التوا

۷ - جون کا پرچہ نکل چکنے کے بعد آج پھر ۲۱ - اکتوبر کو الحکم شائع ہوتا ہے - گویا الحکم اپنے مخلصین سے ساڑھے چار ماہ تک غائب رہا ؛

الحکم کے راستے میں عظیم الشان مشکلات ہیں - ابھی وہ دور نہیں ہوئیں - اس ساڑھے چار ماہ کے عرصہ میں ایڈیٹر صاحب الحکم سلسلہ کے ضروری کاموں کے لئے سفر پر رہے - خاکسار بھی حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے ساتھ سفر مالابار پر رہا - ادھر تو ہم میں سے کوئی موجود نہ تھا - دوسری طرف ملازمین کی تکلیف اور قلت باوجود بہت کوشش اور محنت کے کاتب ابتک نہیں ملا - جو ملا اس نے روپے منگوا کر واپس کر دیئے - غرض مشکلات کا دروازہ بدستور کھلا ہے مگر الحکم ہمیشہ باوجود بار بار گرنے کے پھر اٹھتا ہے - میری ساری کوشش اس امر کی طرف لگی ہوئی ہے کہ اب الحکم بالکل باقاعدہ نکلتا ہے - وباللہ التوفیق

محمود احمد

سلسلہ تاریخ احمدیہ

مالابار میں احمدیت

ناظرین یہ سنکر بہت خوش ہونگے کہ میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ قلمبند کر لیا ہے یعنی وہ تاریخی واقعات جو علاقہ مالابار کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں - اور جسمیں ان امور کا بالتشریح ذکر ہے کہ وہاں احمدیت کس طرح پھیلی - اور وہاں احمدیوں کو کس قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا - سلسلہ کی ترقی کو روکنے کے لئے کیا کچھ کارروائیاں کی گئیں - غالبا دردبھری داستان ہے جو کہ جلسہ سے پہلے کتابی صورت میں چھپکر شائع ہو جائیگی ؛

اسکے بعد میں نے عزم کیا ہے کہ سلسلہ کی اخباروں اور رسالوں سے تمام تاریخی واقعات ایک جگہ جمع کر دوں تاکہ بعد میں تاریخ لکھنے والوں کو آسانی ہو - جلسہ سالانہ کے بعد یہ کام شروع کر دونگا - وباللہ التوفیق

احباب دفتر الحکم کے پتہ پر درخواستیں روانہ کریں -

نیازمند - شیخ محمود احمد

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پیرو پرائیٹر طبع ہو کر شائع ہوا)

مسٹر ساگر چند بیرسٹر مبلغ اسلام اور چھ یورپین زبانوں کا عالم نو مسلم

الحمدللہ کہ صداقت اسلام اپنے روحانی تاثیرات کے ساتھ

مغربی و مشرقی دنیا کے مہذب قلوب کی تسخیر کر رہی ہے اور عملاً دنیا پر یہ واضح ہو رہا ہے۔ کہ اسلام تلوار سے کبھی نہیں پھیلا۔ ہمارا مشن دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے دارالحکومتہ میں مسلسل و متواتر سعید روحوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ خدام میں داخل کر رہا ہے۔ اخبارات میں اخویم محمد ساگر چند بیرسٹر ایٹ لا کا اعلان قبولیت اسلام شائع ہو چکا ہے۔ اب احباب یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ صاحب موصوف آجکل خو کسٹن میں چودہری فتح محمد سیال ایم۔ اے مبلغ اسلام کی معیت میں فرداً فرداً تبلیغ اور سوسائٹیوں میں صداقت اسلام پر تقریریں کر رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں۔ کہ ؎ واہ رے زور صداقت خوب دکھلایا اثر * ہو گیا ساگر نثار دین احمدؐ سر بسر * ہفتہ رواں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نوجوان ذی علم چھ یورپین زبانوں کا بولنے والا روسی نژاد برطانوی مسلمان ہوا ہے۔ یہ نیک دل خدا کو خوش کرنے کا خواہشمند فاضل ہائیڈ پارک میں محبت کا مظاہرہ کرتا ہوا مبلغ اسلام قاضی عبداللہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سے ۱۹۱۸ء میں پہلی مرتبہ ملاقی ہوا تھا اور اسوقت سے قاضی صاحب موصوف اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس کی زیر تبلیغ تھا۔ آخر ایک لطیف رویا کی بنا پر قاضی عبداللہ صاحب اور خاکسار کے سمجھانے سے دین حقہ میں داخل ہوا۔ اور سالومن فینچ سے محمد سلمان فینچ ہو گیا۔ الحمدللہ جناب مفتی صاحب لندن سے باہر ساؤتھ اینڈ میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور ایک انگریز ڈبلیو جے مارش نام نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ اسلامی نام یحییٰ رکھا گیا ہے۔ اللھم زد فزد

اتوار کے جلسوں میں کلام الٰہی اور خدا کے نبیؐ کے مضامین پر خاکسار کے لیکچر کامیابی سے ہوئے۔

(عاجز عبدالرحیم نیر ۲۹ ستمبر ۱۹۱۹ء)

برادرم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ محولہ بالا نو مسلموں کی درخواستہائے بیعت حضرت کے حضور بھیج دی گئی ہیں۔ ان کی استقامت اور ہم سب کی صحت کے واسطے دعا کریں۔ بوجہ کثرت کام میں زیادہ خطوط نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے احباب محض میری رپورٹوں پر جو الفضل میں شائع ہونگی اکتفاء کریں۔ قاضی عبداللہ صاحب اکتوبر میں یہاں سے انشاءاللہ روانہ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ ان کو وطن پہنچا وے۔ آمین

(خاکسار عبدالرحیم نیر دعاگو)

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں ہر روز صبح کے وقت آپ درس قرآن دیتے ہیں۔

(۲) آپکا وہ عظیم الشان لیکچر جو مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی لاہور میں آپنے خلافت حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ پر دیا تھا۔ لکھا جا چکا ہے انشاءاللہ عنقریب چھپ جائیگا۔

(۳) آجکل مدرسہ احمدیہ کی بہتری کی تجاویز زیر غور ہیں۔

(۴) یہ خبر خوشی سے سنی جاویگی۔ کہ گورنمنٹ نے ایک کلاس عربی فارسی شاستری پڑھانے والوں کیلئے ٹرینگ کی جاری کی ہے۔ جسمیں قادیان سے مولوی محمد جی صاحب مولوی فاضل مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل داخل ہوگئے ہیں۔

(۵) آج مرزا گل محمد صاحب کا رخصتانہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے ہاں سے ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانبین کو یہ رشتہ مبارک کرے۔

سفرنامہ زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

مکرم سید صاحب خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں کسی قسم کی معرفی کے محتاج نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں احباب سید صاحب کی وہ بے نظیر تقریر جو کہ آپ نے اپنے حالات کی نسبت فرمائی الفضل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اس سیاحت میں عجیب عجیب قسم کی واقفیتیں بہم پہنچائی ہیں۔ جو کہ شاہ صاحب اس سفرنامہ میں درج فرماوینگے۔ شاہ صاحب نے اپنے قیمتی سفرنامہ کو الحکم میں درج ہونیکے لئے عطا فرمایا ہے۔ جسکے لئے میں جناب شاہ صاحب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں احباب سے یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ شاہ صاحب کی صحت اور عافیت کیلئے دعا فرماویں۔ تاکہ وہ ہر ہفتے الحکم میں سفرنامہ دے سکیں۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

ایفائے وعدہ احباب سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے سفر کے مفصل حالات اخبار میں درج کرونگا۔ اور اس وعدے کے پورا کرنیکا بہت سے احباب کی طرف سے مطالبہ ہوتا رہا ہے۔

چونکہ میں گذشتہ تین ماہ میں بیمار رہا ہوں۔ باوجود بڑی خواہش کے بالکل لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔

اب اخویم مکرم ایڈیٹر صاحب الحکم کی تحریک کی بنا پر ہر ہفتہ اپنے سفر کے حالات شایع کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے ٭

روانگی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں مکرم دوست شیخ عبد الرحمٰن کے ساتھ ۴ اگست ۱۹۱۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے حکم سے بمبئی کو مصر جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تھا۔ مصر پہنچکر اپنے حالات سفر اخبار الفضل میں درج کرائے تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے نہر سویز تک پہنچنے کے حالات بتائے تھے۔

مگر اب میں پھر ان تمام حالات کو مفصل شروع کرتا ہوں ٭

بمبئی کا نظارہ اللہ تعالیٰ میرے نجات دہندہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ میں اپنی درد بھری داستاں سنانے کے لئے زندہ بچ گیا ہوں۔ بمبئی سے ہم جمعہ کے دن ۸ اگست ۱۹۱۳ء کو قریباً ساڑھے چھ بجے کلوپیٹرا نامی جہاز پر سوار ہوئے اور جہاز تقریباً آٹھ بجے روانہ ہوا۔ رات بہت تاریک تھی۔ بمبئی کا بجلی سے روشن شہر نہایت ہی خوبصورت منظر دکھا رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہر ہزاروں مشتاق چراغ لیکر ہم سے دور بھاگ رہا ہے۔ دکھائی دیتا تھا کہ ایک کالا سیاہ قطعہ تاریکی فضاء میں لٹکا ہوا ہے۔ اور اسمیں ہزاروں لاکھوں جن ہاتھوں میں مشعلیں لئے ہوئے ناچ رہے ہیں۔ یا یہ کہ آسمان کا روشن سیاروں سے جگمگاتا ہوا ایک قطعہ دُور تاریکی میں چکر کھاتا ہوا ہم سے پرے ہٹ رہا ہے۔ اس نظارے نے مجھ پر ایک عجیب اثر پیدا کیا۔ اور میں اپنی جگہ سے اٹھ کر جہاز کے کنارے پر آ کھڑا ہوا۔ بھینی بھینی نسیم ہر ایک چیز کو تھپیڑے مار مار کر سلا رہی تھی۔ مجھ پر بھی ایک غنودگی کا عالم تھا۔ میں نے شیخ صاحب کو آہستہ اور غمگین آواز سے کہا کاش میں سمندر ہی میں پیدا ہوتا اور یہاں ہی پرورش پاتا۔

طوفان ابھی تھوڑی ہی دیر نہیں گزری تھی کہ یکلخت جہاز ادھر ادھر لڑکھڑانے لگا۔ مجھے ایک

چکر آیا - اور حواس باختہ ہو کر - تختہ جہاز پر گر پڑا - اور قے کرنی شروع کر دی - رات کی تاریکی آناً فاناً بڑھتی گئی - سمندر کی موجیں اچھلنے لگیں - اوپر سے بادل گرجے اور بادِ مخالف کے سخت جھونکوں نے تختہ جہاز میں اور بھی تنزل پیدا کر دیا - منظر نہایت ہی مہیب ہو گیا - ایسے پر خطر وقت میں ہماری جائے پناہ جہاز کا کھلا صحن تھا - جو متواتر راست و چپ طوفانی موجوں پر کروٹیں بدلتا اور مسافروں کو اِدھر سے اُدھر پھینکتا - میں تختہ جہاز پر چت لیٹا ہوا تھا - میرا جسم بے حس و حرکت تھا - دل تو اس سے بھی زیادہ سرد ہو رہا تھا -

شیخ صاحب کی تلاش

جب مجھے ذرا ہوش آئی تو میں دیکھتا ہوں کہ میں تن تنہا ہوں - شیخ صاحب کا کوئی پتہ نہیں - اس لئے میں نے آنکھیں بند کر لیں - اتنے میں ایک شخص نے آکر مجھے کچھ کھانے کو دیا - میں نے ایک دو ہی لقمے کھائے تھے کہ کچھ طبیعت ٹھہرتی ہوئی معلوم ہوئی - اور شیخ صاحب کا فکر بھی دامنگیر ہوا - اپنے آپ کو گھسیٹ گھساٹ کر انکو اِدھر اُدھر تلاش کیا - تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی ایک بے جان لاش کی طرح لیٹے ہوئے ہیں - میں نے ہلا جلا کر آواز دی شیخ صاحب یہ کھانا کھا لیجئے آپ کو آرام آجائیگا - آپ نے سر ہلایا اور کہا کہ مجھے سخت تکلیف ہے - اور پھر مجھے بھی خبر نہیں کہ مجھے کیا ہوا ؛

شیطان سیرت سے بھی واسطہ

میرے قریب ایک شیطان سیرت اعرابی بیٹھا ہوا تھا اس نے بڑی سختی سے مجھے اپنے پاس سے اٹھا دیا - لیکن اٹھنے کے ساتھ ہی پھر گر پڑا - میں نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی - لیکن پھر گر پڑا - آخر میں فرش کے ساتھ ساتھ رینگ کر چلنے لگا - اور تھوڑی دور چل کر میں پھر گر پڑا - یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہاز غرق ہونے لگا ہے ؛

طوفان کا نقشہ

سمندر کا کیا سماں تھا - معلوم نہیں ہوتا تھا اسکی موجیں اچھل اچھل کر ہم پر پڑنے لگیں - گویا کہ وہ اپنے آپ کو تختہ جہاز میں انڈیلنے لگا ہے ؛

مسافروں کو حکم ہوا کہ وہ سب چھتری پر چلے جائیں میں بھی حکم کی تعمیل کیلئے مجبوراً اٹھا اور سیڑھیوں کے پاس پہنچکر بے ہوش ہو کر گر پڑا - وہاں ابھی سرد پانی کے چھینٹے کھا ہی رہا تھا - کہ کسی نے ہاتھ سے پکڑ کر زینے پر سے مجھے گھسیٹتا لٹکاتا اوپر لے گیا - اور کسی ایک جگہ مجھے پھینک دیا - اب میری کیا حالت تھی - یہ خیال کیجئے کہ ایک نہایت اونچا مینار ہو اور اسکے کنگرے پر آپ کھڑے ہوں - اور وہ مینار ایک طرف سے دوسری طرف کو یکایک جھکولے لینے لگے - تو جو آپ کی اس وقت حالت ہوگی - بعینہٖ وہی حالت میری تھی سمندر اور جہاز دونو وجد کی حالت میں تھے - اور بعض وقت مجھے یوں معلوم ہوتا تھا - کہ میرا سر مرکز عالم ہے - اور میرا جسم پرکار جو کہ اسکے ارد گرد لگاتار دائرے کھینچ رہا ہے - اور کبھی یوں معلوم ہوتا تھا - کہ میرا بدن روح کو کہیں فضا میں چھوڑ کر سمندر کی عمیق تہ میں دفن ہونے کو نیچے جا رہا ہے - جونہی کہ جہاز سمندر کی موج کے ساتھ اوپر ابھرتا تھا - تو مجھے خیال کیا یقین ہوتا تھا کہ اب میری روح کو ملک الموت عرش معلےٰ پر لیجا رہا ہے اور ابھی کسی آسمانی ٹھکانے پر پہنچنے کو امید نہیں ہونی لگتی تھی - کہ یکدم مجھے جہاز سمیت موجوں کے اُتار کے ساتھ پیٹھ کے بل نیچے لا انتہا فضا میں دے پھینکا جاتا - مجھے یاد ہے - کہ ایک دفعہ میں نے اٹھ کر یونہی سمندر میں یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا ہو رہا ہے - سر اٹھایا اور فوراً خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں - میری آنکھوں کے سامنے ہو بہو یہ نقشہ جم گیا کہ بڑے بڑے موجوں کے پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں - اور ہمارا سمندر نے عدم نما گھپ تاریک ہاویوں میں

کھسکنے لگا ہے۔ اور بعض دفعہ مجھے یہ خیال آتا تھا
کہ موجوں کے بڑے بڑے دیو ہیں۔ جو آج فٹ بال
میچ کھیلنے کیلئے فوج فوج جمع ہوئے ہیں۔ اور گویا ہمارا
جہاز انکے پاؤں میں ایک چھوٹا سا بال ہے۔ جونہی کہ
کک کھا کر دوسری طرف پہنچتا ہے۔ اور ابھی گرتا ہی
نہیں کہ ایک اور دوسری کک اسے لگتی ہے۔ اسی
طرح یہ جہاز موج زن سمندر کی کھیل گاہ میں ایک
جگہ سے دوسری جگہ گرتا پڑتا زور سے لڑکھڑاتا ہؤا
لے جایا جا رہا ہے۔ ہماری یہ حالت تھی۔ اور ملاحوں کی
یہ کہ نہایت بلند ستونوں کی چوٹیوں سے چمٹے ہوئے
بڑے اطمینان سے اپنی اپنی قلابازیاں لگا رہے ہیں
نہ کچھ ڈر ہے نہ گھبراہٹ ببیں تفاوت تین چار دن
بلا مبالغہ یہی کیفیت رہی۔ اور اسی اثناء میں مجھے
کھانے کو کچھ نہ ملا۔ جب سمندر کا جوش کچھ کم ہؤا
اور مجھے کچھ ہوش آئی۔ تو میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب
کی طبیعت بحال ہے۔ یہ میرے لئے جہاز کے بہرے
سے کچھ نارنگیاں خریدتے اور مجھے چسواتے آخر چھ
دن گزرنے کے بعد خدا خدا کر کے طوفان کم ہؤا اور
ہم کو اپنی اصلی جگہ یعنی نیچے جانے کیلئے کہا مجھ میں
قدم اٹھانے کی طاقت کہاں۔ دو آدمیوں کی مدد
سے میں نیچے لایا گیا۔ میں نہ کھانے کی وجہ سے بالکل
کمزور ہوگیا تھا۔ کیونکہ ہماری کھانیکی چیزیں چرائی
گئیں یا سمندر بہا لے گیا۔

ایک شریف ہمدرد انسان

یہاں ایک شریف آدمی
نے میری حالت پر رحم
کھایا۔ اور مجھے گرم چائے روٹی کا ٹکڑا اور رغوبا
دیا اور سویز تک انہوں نے میرے کھانے کا خاص
اہتمام کیا۔ کیونکہ ان کے ساتھ ان کا کنبہ بھی تھا
یہ صاحب پشاور کے باشندے ہیں۔ ان کا نام
نامی محمد عالم ہے۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا میں انکی
ہمدردی کا مشکور ہوں۔ وہ غیر احمدی تھے۔ اور انکو
یہ معلوم ہوگیا تھا۔ کہ ہم قادیان سے ہیں۔ باوجود
اسکے درد دل سے میری خدمت کی۔

خدا کا شکریہ

میرا دل خدا کے احسانات اور
حمد سے بھرا ہؤا ہے۔ مجھ پر
خدا تعالیٰ کا فضل اور خاص فضل ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ
پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور یہ ایمان مجھے قادیان
میں نازل ہونے والے پیارے امام کے طفیل میسر ہؤا
میں اپنے قلب پر ایمان رکھنے کے ساتھ اپنے آقا
مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول اور ثانی کی
محبت کا احساس پاتا ہوں۔

عدن

ہم آٹھ تاریخ کو عدن پہنچے اسوقت
سمندر بالکل ساکن تھا۔ اور مجھ میں
چلنے پھرنے کی طاقت بھی ہوگئی تھی۔ اور سمندر کو
چاروں طرف سے دیکھنے کے لئے جہاز کی چھتری
پر گیا۔ اب پھر مجھے یقین ہونے لگا۔ کہ سمندر کا
نظارہ کچھ بہت ہی دلفریب ہے۔ باوجود ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چلنے کے گرمی قدرے سخت معلوم
ہوتی تھی۔ اتنے میں شیخ صاحب تشریف لے آئے
اور مختلف باتیں کرنے اور اپنی حالت پوچھنے لگے
مجھے انہوں نے بعض مسافروں سے اپنی گفتگو
کا ذکر سنایا۔ چنانچہ مجھے انہوں نے بتلایا۔ کہ انہوں
نے ایک اٹلی کے باشندے سے اسلام کے متعلق
بحث کی ہے۔ اور الحمد للہ کہ اسے بہت کچھ
تسلی ہوگئی ہے۔ اور یہ معلوم نہ تھا۔ کہ کل اگر کہینگے
کہ وہ تو بڑا خبیث ہے۔ بڑی نفرت اور حقارت
سے دیکھتا ہے۔ شیخ صاحب کو اپنے بستر
علالت سے اٹھنے کو چنداں دیری نہ ہوئی تھی

کہ آپکو تبلیغ کا شوق ہوا اور ہر ایک مسافر کے پاس جاکر کسی کو وعظ کر رہے ہیں۔ اور کسی سے مباحثہ ۔

لطیفہ مجھے ایک اور لطیفہ یاد آیا کہ چھتری پر بیٹھے ہوئے ابھی ہمیں بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ گرمی کی شدت ہمیں اور بھی زیادہ محسوس ہوئی شیخ صاحب نے ذرا بیقراری ظاہر کر کے فرمایا۔ "آہو ہو" معلوم ہوتا ہے۔ کہ وقت بہت ہو گیا ہے۔ اور جب گھڑی نکالی تو ابھی ساڑھے دس ہی تھے۔ مجھے شیخ صاحب کے گھڑی درست کرنے کے ارادہ پر ہنسی آئی میں نے بھی کہہ دیا کہ جاکر درست کرا لیجئے گھڑی بیچاری تو بالکل درست تھی۔ لیکن یہ یاد نہ رہا کہ ہم خط استوا کے ذرا قریب آ پہنچے ہیں۔ جسکی وجہ سے گرمی تیز ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہم نے تو دس بھلا جغرافیہ کے یاد کرنے پر کافی محنت کی تھی مگر وہ وقت پہ کام نہ آیا۔ اور ایسا ہی یہ کوئی ہمارے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی جغرافیہ کے سبقوں کے ساتھ بلکہ دوسروں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ جیسا کہ میں آگے اپنے سفروں میں مفصل بیان کروں گا ۔

نعت

مسیحا تجھے با صفا دیکھتا ہوں
تجھے میں حبیب خدا دیکھتا ہوں

یقیناً تو ہے عیسیٰ ابن مریم
تجھے موسیٰ و مصطفیٰ دیکھتا ہوں

خدا نے تجھے ہے بنایا مسیحا
محمدؐ کے دیں کا عصا دیکھتا ہوں

تیری شکل سے شکلِ احمدؐ عیاں ہے
تجھے احمدی آئینہ دیکھتا ہوں

کفار رنگا وہ بد امت کی ناؤ
کہ بیڑا [illegible] دیکھتا ہوں

دیکھو چھپا ہے شناسا نکالو
کہ تجھکو ہی میں ناخدا دیکھتا ہوں

خدا را بتا دو مجھے راہ سیدھی
تجھے رہبر دو سرا دیکھتا ہوں

گئے بھول کر ہیں کہاں سے کہاں ہم
رہ راست گم ہو گیا دیکھتا ہوں

تیری عشق میں ہر دو عالم میں شیدا
نہیں کوئی اب دوسرا دیکھتا ہوں

ہیں دنیا کی اس بے ثباتی سے مشترک
اِک ایک جہاں مبتلا دیکھتا ہوں

مخاطب پیغامی ٹولہ

تمہیں جب سے ہوئی محمود احمد سے عداوت ہے
اٹھائی تم نے ذلت ہے بڑی لعنت پہ لعنت ہے

تمہاری اس عداوت نے بنائی کیسی درگت ہے
ذرا ایمان سے کہنا! کہاں پہلی سی عزت ہے

سبق حاصل نہ تم نے کچھ کیا آدم کی بعثت سے
جبھی تو ہر کوئی تم میں بنا ابلیس فطرت ہے

نظر آتے ہیں بادل تم پہ ادبار و ذلت کے
برستی دیکھ لو محمود پر باران رحمت ہے

خدا کے واسطے توبہ کرو آجاؤ پھر واپس
یہی کافی ہے اب تک جو اٹھائی تم نے ذلت ہے

چلے آؤ اگر ہو عاقبت محمود کے خواہاں
یہ مانا ہم نے کچھ دلیں تمہارے اب ندامت ہے

یہ ارشاد مسیحا تھا ہوا جو وقت پہ پورا
یہی موعود ہے محمود جسکی اب خلافت ہے

تعصب کا جو پردہ آنکھ پر ہے وہ اٹھا دو تم
نظر آئیگا پھر محمود جسکی پاک سیرت ہے

نبی سے گر جو خلیفہ کی کرے عزت دل و جاں سے
خدا کے فضل سے اشرف اسے ملتی ہدایت ہے

خاکسار محمد علی خاں اشرف ہیڈ ماسٹر مڈل سکول تاؤنڈی جھنگ

حالات زمانہ و ضرورت مصلح

(از قلم حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔اے)

(۱)

یہ مضمون حضرت مولانا مولوی صاحب کا ایک مدت کا لکھا ہوا اب کاغذات میں مل گیا ہے۔ لہذا ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

جب زمانہ پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا اس سفلی زندگی کے فکر میں شب و روز مصروف ہے۔ ہر ایک اس کوشش میں ہے۔ اور اپنے سارے اوقات کو اس سعی میں صرف کر رہا ہے۔ کہ دنیاوی آرام اور عیش کے اسباب کو جمع کرے۔ مگر اسکی تقسیم اوقات میں کوئی حصہ زادِ آخرت کے بہم پہنچانے کے لئے خالی نہیں رکھا گیا۔ سو ایسے وقت میں ضروری تھا کہ دنیا میں ایک مصلح ظہور فرماتا تاکہ انکو جو یکجہت اور یک رُخ ہو کر دنیا میں غرق ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کی طرف توجہ دلائے اور ان پر ظاہر کرے کہ ہماری کامیابی صرف دنیاوی آرام اور جسمانی عیش کے حصول تک ہی محدود نہیں بلکہ حقیقی کامیابی اس امر میں ہے۔ کہ ابد الآباد کیلئے روحانی آرام حاصل ہو۔

مسیح کی انیسویں صدی میں جبکہ لوگ ہر ایک دنیاوی شاخ میں اپنی ترقی کو انتہا تک پہنچا چکے ہیں۔ ضروری تھا۔ کہ روحانیات کا الٰہی سلسلہ بھی اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہوتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسباب پرستی دہریت تک نوبت پہنچاتی اور خدا تعالیٰ کی ہستی میں شکوک پیدا ہوتے۔ ان لوگوں کے علاوہ جو صرف دنیا میں مصروف ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو مختلف مذاہب کے واعظ اور پیشرو ہونے کے مدعی ہیں۔ جنمیں سے بڑے عظیم الشان یہ ہیں۔ مسلمان مولوی اور سجادہ نشین۔ عیسائی پادری۔ اور ہندو وغیرہ

مسلمان مولوی جنکو چاہئے تھا۔ کہ تقویٰ و طہارت میں نمونہ بنتے۔ اور اپنے اعتقادات اور معاملات میں اسلام نما ہوتے۔ وہ اسکے برخلاف اپنے متبعین عوام سے بھی زیادہ نیچے گرے ہوئے ہیں۔ چند کتابی اوراق کے نشہ نے ان کے اندر سے اس فطرتی خدا کے خوف کو بھی نکالدیا ہے۔ جو عوام میں پایا جاتا ہے۔ وہ ہر ایک شرارت کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ اور اسکی تائید میں بد دیانتی سے قال اللہ و قال الرسول کو پیش کرنیکی کوشش کر کے اپنے جرم کی شدت کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں۔ جھوٹ۔ طمع غداری۔ دغا بازی۔ بد دیانتی۔ بخل۔ حسد۔ کینہ غضب۔ غرض کوئی خُلق ذمیمہ اور عمل بد نہیں جس کا ارتکاب ان کے لئے حلوائے شکر سے زیادہ خوشگوار نہ ہو۔ ان کی عبادتیں محض ریاکاری کی ہوتی ہیں نمازیں خلوص اور خشوع سے خالی اور نکمی ٹکریں ہوتی ہیں۔ اِلا ماشاء اللہ۔

ان کے فتاویٰ کی بنا نفس پرستی پر ہوتی ہے۔ اور شریعت نبوی کو انہوں نے موم کی ناک بنا رکھا ہے جدہر چاہا موڑ دیا۔ غرض اپنے ہر ایک حرکت و سکون سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کا مصداق ہیں کہ ایک زمانہ میں علماء بدترین خلائق ہونگے۔ الا ماشاء اللہ

گدی نشیں بدعت و اختراع کی گدیاں بچھائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا کوئی طریقہ اور عمل اسلام اور قرآن شریف کے پاک اور سادہ اصول کے مطابق نہیں ان کی تعلیموں اور بناوٹی قصوں نے اسلامی روشنی

کو مخفی اور پوشیدہ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اُن کی صحبت کا فیضیاب نبوت کے سلسلہ کو سمجھنے کیلئے سخت کند ذہن ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لومڑیوں کی طرح گوشہ گزیں ہو کر ہمدردی اسلام سے ناآشنا ہیں۔ اور اسلام کی تائید میں زبان اور قلم کو ہلا نہیں سکتے

اِدھر تو حامیان اسلام کی کمزوری اور ناتوانی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ اُدھر دشمنوں کی ایک فوج جنگ کے ہر ایک ہتھیار سے مسلح اور فنون جنگ سے ماہر اسلامی عمارت کے گرانے کے لئے ظاہر ہوئی۔ انہوں نے اپنے سپاہیوں کو گاؤں گاؤں اور گھر گھر میں بھیجا۔ اور اضلال کے کسی حیلہ کو فروگذاشت نہ کیا۔ دجل اور زہر سے بھری ہوئی کتابیں اور سید المعصومین علیہ وعلیٰ امامنا الف الف صلوات پر ہزار ہا خوفناک حملوں سے بھرے ہوئے رسالوں کو انہوں نے بچے بچے کے ہاتھوں میں رکھا۔ بھوکوں روپیہ کا لالچ دیا۔ بچوں اور جوانوں کے لئے کالج کھولے یتیموں کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنے کیلئے یتیم خانے کھولے۔ مریضوں کو کفر کی مرض خبیثہ میں مبتلا کرنے کیلئے شفاخانوں کی بنا ڈالی۔ گھروں میں نفاثات فی العقد بھیجیں۔ صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا کہ اپنے کالجوں اور مدارس کی تعلیم کے زہریلے اثر کو طالبعلموں کے رگ و ریشہ میں پہنچایا اور انکو کئی مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دیا۔ بلکہ جب وہ ان کے کالجوں سے رخصت ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور انجمنیں قائم کر کے ان کی سالانہ مستقل دعوتیں کرتے ہیں۔ غرض ان لوگوں نے گمراہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ؛

ان کی معاونت میں اسلام کے برخلاف کئی اور گروہ ظاہر ہوئے۔ مثلاً فلاسفروں کا گروہ۔ جنکی تحریں ایک مخفی زہر کا اثر رکھتی ہیں۔ اور اسلامی اعتقادات پر بوجہ ناواقفیت اصول کے سخت برا اثر ڈالتی ہیں۔ ان تحریروں نے ہزاروں کے اندرونوں کو ناپاک کر دیا۔ اور دہریت تک پہنچایا (اللّٰھم اعصم عبادک من سموم بیانھم) ؛

اسی طرح ان دجالوں کی تائید میں کئی اور گروہ اٹھ کھڑے ہوئے مثلاً آریوں کا فرقہ جو باوجود نہایت گندے عقائد رکھنے کے پادریوں کی دیکھا دیکھی اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر بے حیائی اور جہالت سے حملے کرنے شروع کر دیتے ہیں ؛

اِن سب حملوں کے مقابل پر کھڑا ہونیوالا مسلمانوں میں سے کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ بعض بہ سبب اپنی جہالت اور کم علمی کے بجائے تائید اسلام کے الٹا اپنی جہالت کو ظاہر کر کے اور اسلامی اصول کی ناواقفیت کی وجہ سے نقصان پہنچاتے تھے۔ اور بعض جو تہذیب اور علمیت کے مدعی تھے اعتراضات کا جواب دیتے وقت بات بات پر یورپ کے قدموں پر گرتے گئے۔ اور انکی ہر ایک بات کو قبول کر کے اسلامی عقائد سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی سو اس مصیبت کے وقت میں چاہیے تھا کہ اسلام کی حمایت کا ضامن اپنا ایک برگزیدہ ان مفاسد اندرونی و بیرونی کی اصلاح کیلئے مبعوث فرماتا۔ علاوہ ازیں بسبب بعد زمانہ نبوت لوگوں نے مکالمہ الٰہی اور الہام اور معجزات کا مشاہدہ نہ کرنے کی وجہ سے ان سب امور سے انکار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور سمجھ لیا تھا۔ کہ اب ان سب باتوں کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند ہیں۔ اور کوئی ان کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا اور ہزاروں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے منکر ہو گئے تھے اور دوسروں کے ایمان بھی کمزور ہو گئے تھے سو اس دنیاوی ترقی کے زمانہ میں چاہیے تھا۔ کہ خداتعالیٰ ان سب امور کا عملی طور پر مشاہدہ کرا کر ان سارے شبہات کو دور کرتا اور لوگوں کے ایمانوں کو تازہ کرتا اور زمین تینوں قسم کے ظلموں سے پر ہو گئی تھی۔ چاہیے تھا کہ خداتعالیٰ حسب وعدہ عدل اور انصاف سے زمین کو پر کرتا۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین ؛ (باقی آئندہ)